سوال

(119) رشوت کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رشوت کی تعریف اور تشریح فرما کر یہ وضاحت کریں کہ کیا مجبوراً آدمی حصول کے لیے رشوت دے سکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا خط ملا گزارش ہے کہ رشوت کی معنی یہ ہے کہ :

''کسی شخص کو کچھ مال اس غرض سے دینا کہ وہ شخص امر باطل وناحق پر اس کی اعانت کرے اور اس غرض سے جو مال دے وہ راشی ہے اور جو مال لے وہ مرتشی ہے اور جو شخص دونوں کے درمیان اس لین دین کی بات چیت کرائے وہ رائش ہے اور حدیث میں ان تینوں شخصوں پر خدا کی لعنت آئی ہے اور امر حق کے حاصل کرنے کے لیے یا ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے مال دینا رشوت نہیں ہے ۔'' (فتاوی نذیریہ : ص ۲/۳۰ طبع قدیم)

لغت حدیث کی مشہور کتاب مجمع بحار الانوار میں بھی اس طرح لکھا ہے ،چنانچہ اس کتاب کی عبارت جلد 2 صفحہ 329) طبع جدید سے مع ترجمہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے ۔

((الرشوة وفيه لعن الله الراشي أي من يعطيه الذي يعينه على الباطل والمرتشي أي آخذه والرائش ' أي الساعي بينهما ومن يعطي توصلا إلى أخذ حق او دفع ظلم فغير داخل فيه وروي أن ابن مسعود رضي الله عنه أخذ بأرض الحبشة بشيء فأعطى دينارين حتى خلي سبيله '' وروي عن جماعة من ائمة التابعين قالوا : لا بأس أن يدافع عن نفسه وماله إذا خاف الظلم))

'' رشوت کے معنی ہیں باطل مال اور حدیث میں راشی وہ شخص ہے جو کسی دوسرے شخص کو کچھ مال اس لیے دیتا ہے کہ وہ اس کی باطل وناحق پر مدد کرے ،اور مرتشی وہ شخص ہے جو اس طرح کا ناحق مال باطل پر اعانت کے لیے لیتا ہے ،اور رائش یہ وہ شخص ہے جو ان دونوں شخصوں کے درمیان لین دین کی بات کرتا ہے ،ان تینوں پر اللہ کی لعنت آئی ہے ،جو آدمی کچھ مال دیتا ہے اس غرض سے کہ اس طرح وہ اپنا حق حاصل کر سکے یا اپنے سے ظلم کو دفع کر سکے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حبشہ کی زمین میں کسی معاملہ میں ناحق پکڑا گیا تو اس نے دو دینار دیئے تب ان کو چھوڑا گیا اور تابعین وائمہ کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا : اگر کوئی کچھ مال وغیرہ دے کر اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے جب انہیں خوف ہو کہ اگر وہ کچھ نہ دے گا تو اس کی جان یا مال کو نقصان پہنچے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ ''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جس روایت کی طرف مجمع بحار الانوار کی عبارت میں اشارہ ہے وہ ہم ذیل میں امام بیہقی کتاب السنن الکبری سے نقل کرتے ہیں ۔

((باب : من اعطاہالیدفع بہا عن نفسہ اومالہ ظلماًاویاخذ بہاحقا))

''یعنی یہ باب اس باب کے بیان میں ہے کہ اگر یہ رشوت کوئی دوسرے شخص کو دیتا ہے اس غرض کےلیے کہ اس طرح وہ اپنی جان ومال سے ظلم دفع کرے یا اپنا حق حاصل کریں تو اس کا کیا حکم ہے ؟''

پھر اس باب کے تحت یہ روایتیں لائیں ہیں :

((أخبرنا ابوالحسین الفضل القطان بغداداَنبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید بن المبارک الصنعانی وکان من الخیار قال ثنا وکیع ثنا ابو العمیس (ہو عتبۃ بن عبداللہ بن عتبۃ بن عبداللہ بن مسعود) عن القاسم بن عبدالرحمن عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ لما اَتی ارض الجشۃ اَخذ بشیء فتعلق لہ فاعطی دینارین حتی خلی سبیلہ)) بیہقی کتاب آداب القاقی 'جلد ١٠ 'صفحہ ١٣٩.

اس روایت کی سند کے متعلق بعد میں کچھ عرض کریں گے یہاں متن کا ترجمہ لکھا جاتا ہے ۔

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب حبشہ کی زمین میں آیا تو کسی بات میں پکڑا گیا اور وہ ان سے چمٹ گئے (یعنی وہ آپ کو چھوڑ نہیں رہے تھے ۔) حتی کہ انہوں نے دو دینار دیئے تب ان کی خلاصی ہوئی ۔''

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں ، لیکن قاسم بن عبدالرحمن جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کررہے ہیں وہ اگرچہ ثقہ ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا پوتا بھی ہے) لیکن انہوں نے اپنے دادا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ نہیں سنا لہذا یہ قرین قیاس ہے کہ انہوں نے یہ روایت اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہو اور انہوں نے اپنے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور یہ چونکہ ان کے خاندان اور دادا کی بات ہے لہذا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ روایت انہوں (قاسم) نے ضرور اپنے والد عبدالرحمن سے سنی ہوگی ۔ (واللہ اعلم)

پھر امام بیہقی وسری روایت وہب بن منبہ تابعی سے ذکر کرتے ہیں :

((اخبرنا ابن الفضل انبا عبداللہ بن جعفر ثنا یعقوب بن سفیان ثنا زید (ہو ابن المبارک) ثنا عبدالملک بن عبدالرحمن عن محمد بن سعید ہو (ابن رمانۃ) عن ابیہ (ہو سعید بن رمانۃ) عن وہب بن منبہ قال : لیست الرشوۃ التی یاثم فیہا صاحبہا بان یرشع فیدفع عن مالہ ودمہ 'انما الرشوۃ التی یاثم فیہااَن ترشوا لتعطی مالیس لک)) السنن الکبری : ج ١٠ 'ص ١٣٩.

''یعنی وہب بن منبہ (جو ایک مشہور تابعی ہے) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ : وہ رشوت جو اس کا دینے والا اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے وہ یہ نہیں ''

ہے جو آدمی اپنے خون ومال کے مدافعت میں دیتا ہے ہاں جس رشوت دینے سے آدمی آثم وگنہگار ہوگا وہ یہ ہے کہ تو رشوت اسے اس لیے دے کہ تجھے وہ چیز وغیرہ مل جائے جو تیری نہیں یا اس پر تیرا حق نہ ہو ۔''

اس روایت کی سند کے دو راوی محمد بن سعید بن رمانہ اور اس ے کے والد سعید بن رمانہ کا ذکر فن رجال کی کتاب تہذیب التہذیب میں ملتا تو ہے ، لیکن ان کے متعلق جرحا وتعدیلا کچھ نہیں لکھا اور نہ ہی کسی دوسری کتاب سے کچھ مزید پتہ چل سکا ۔

بہر حال فتاوی نذیریہ کی عبارت سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ان کے ہاں جو مال اپنے حق کے حاصل کرنے یا ظلم کے دفع کرنے کے لیے دیا جاتا ہے وہ رشوت ہی نہیں لیکن امام بیہقی کی رائے یہ ہے کہ یہ بھی رشوت ہے اس لیے باب میں یہ لکھا

''من اعطاہا''اور ہا کی ضمیر رشوت کی طرف لوٹتی ہے جو اس باب سے پہلے باب میں گذر چکی ہے لیکن اس طرح کی رشوت دینے والا گنہگار نہ ہوگا اس طرح وہب بن منبہ کی عبارت بھی ظاہر ہے کہ یہ بھی رشوت ہے لیکن اس کا دینے والا گنہگار نہ ہوگا ۔

راقم الحروف کی تحقیق بھی یہ ہے یعنی آدمی اپنے حق حاصل کرنے کے لیے یا اپنی جان ومال سے ظلم کی مدافعت کے لیے کچھ دیتا ہے تو وہ رشوت تو ہے لیکن اس کے دینے والا آثم (گنہگار) نہ ہوگا کیونکہ وہ مجبور ہے ،البتہ لینے والا ضرور گنہگار ہوگا کیونکہ اس کے پاس اس مال کے لینے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ (واللہ اعلم)

راقم الحروف کو جو کتاب وسنت کی روشنی میں جو کچھ سمجھ میں آیا وہ ذکر کردیا ہے اگر صحیح ہے تو من عنداللہ سے ورنہ یہ میری غلطی ہے ۔

قرآن کریم سورۃ الانعام میں ہے :

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ (الانعام : ۱۱۹)

‘‘آخر کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ جن چیزوں کا استعمال حالت اضطراب کے سوا دوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کردیا ہے ان کی تفصیل وہ تمہیں بتاچکا ہے ۔’’

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو چیزیں کتاب وسنت میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوچکی ہیں تو وہ اشیاء یا امور حرام ہیں لیکن اضطراری اور مجبوری کی حالت میں مستثنی ہیں یعنی جو چیزیں ناجائز وحرام ہوں لیکن اگر اضطراری یا مجبوری یا استکراہ کی حالت ہو تو جائز ہوجاتی ہیں لیکن اس کا جواب یہ مطلب نہیں کہ اب اس چیز کو بے تحاشا حلال سمجھ کر خوب کام میں لایا جائے بلکہ جتنی مقدار سے ہوگیا ہے تو پھر مزید استعمال نہ کرے ،اب رشوت جو ایک مضطر ومجبوری آدمی اپنے حق کے حصول کے لیے دیتا ہے تو وہ اس دینے پر مجبور ہے کیونکہ اگر نہیں دیتا تو اس کا حق غصب ہوجاتا ہے لہذا ایسی صورت میں دینے والا گنہگار نہ ہوگا ہاں لینے والا آثم (گنہگار) ہوگا ۔

اب ایک حدیث ملاحظہ کیجئے :

((عن ابن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تجاوزلی عن أمتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ))حدیث حسن رواہ ابن ماجۃ کتاب الطلاق 'باب طلاق المکرو والناسی 'رقم الحدیث : ۲۰۴۳.

‘‘حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالی نے میری امت کی تین چیزوں سے درگزر فرمایا ہے ۔ (1) غلطی سے کوئی کام ہوجائے ۔ (2) بھول کر کوئی کام کیا ہو ۔ (3) جس پر وہ مجبور کردیا گیا ہو ۔’’

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی مجبوری یا استکراہ کی وجہ سے کسی کام کے کرنے پر مجبور ہوگیا ہے تو اللہ تعالی اس سے درگذر فرماتا ہے ۔

بہرحال اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر مجبور ہو کر اپنے حق کے حصول کے لیے یا اپنے اوپر ظلم کے دفعیہ کے لیے رشوت دیتا ہے تو وہ اس سے گنہگار نہیں ہوگا ۔

یہاں یہ بات اچھی طرح سوچ لینی چاہئے کہ آیا فی نفس الامر اور واقعتا دینے پر مجبور ہے ؟ اور اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے ۔ اگر اس کے سوا اور کوئی جائز صورت ہے تو پھر رشوت ہرگز نہیں دینی چاہئے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 463